

ہندوستانی طالب علم لیڈر ووں کو امریکہ کے بارے میں راست معلومات حاصل کرنے کا موقع

کلیلن فیرنی

میں پڑھنے جا رہی ہیں، کہا کہ ”یہ پورے کا پورا بالکل نیا تجربہ ہوگا۔ اس کو پورے کا پورا جذب کر لینے کیلئے ہم اور انتظامیں کر سکتے۔“ بقیہ تینوں شال مفری امریکہ کے گرین روپ کیوں کاٹ جائے ہیں۔

رُشیہ، ہو گز شدہ سوامی گرین روپ کیوں کاٹ جائیں، ہمیں دہانیوں نے بتایا کہ کاس روم کے اندر اور باہر دو لوگ جگہ بہت گران قدر تجربہ باتیں ہوں گے جن کے ذریعہ امریکہ کی ثافت اور اقدار کو زیادہ بہتر ہونگے سے بھختے میں مد ملتے گی۔

مہرہ نے بتایا کہ ”یہ سیاسی، سماجی اور اقتصادی امور کے بارے میں امریکی تاثر سے کچھ سمجھنے کا اور ان تبدیلوں کے بارے میں جاننے کا، جن سے امریکہ میں زندگی کی صورت گری ہوئی ہے، ایک اچھا موقع تھا۔ میرا خیال ہے کہ اس نے مجھے ثافت کو سمجھنے اور اس کا احترام کرنے کے لئے لائق تھا میں میری مددگری۔ میرزاں والدین کے ساتھ قیام کا تجربہ بھی بہت شاد ارجمند ہے۔ ہم لوگ اتنے قریب ہو گئے کہ میری میرزاں والدہ مجھ سے ملنے کے لئے ہندوستان تک آئیں ہیں کہہ سکتی ہیں ذریعہ آپ عوام کے ساتھ اتنے قریبی روایاتی بنا کتے ہیں۔“

واضھتوں میں پڑھنے کے لئے جو طالبات اور طلباء، بھیجے جاتے ہیں وہ اپنے میرزاں والدین کے ساتھ رہتے ہیں۔ جن کو الاباما بھیجا جاتا ہے وہ گریٹر طلباء کے ساتھ ہو مریض ہمیں رہتے ہیں۔

اگرچہ انہیں پوری طرح اس کا تینوں نہیں ہے کہ بات کی توقع کریں لیکن ان طلباء اور طالبات کے ذہنوں میں امریکیوں کے بارے میں پہلے سے بے ہوئے کچھ خیالات ہیں۔ جیسے بحث نے یہ سن رکھا ہے کہ امریکیوں کا وہ عام طور پر دوستاد اور بے تکلفاً نہ ہتا ہے اور پیش و روانہ باطنی شکتوں کو چھوڑ کر دوسرے موقوں پر وہ اپنے نام کے پہلے حصے سے پا توارف کرتے ہیں۔ یہ تکلفی بحث کو چھوڑا پریشان کرتی ہے اسی لئے انہوں نے یہ سوال کیا کہ ”کیا ہم لوگ اپنے میرزاں والدین کو سمجھی ان کے پہلے نام سے بلاں گے؟ ہندی میں ہمارے پاس مرتبہ اور اکابر کرنے کے لئے خصوصی الفاظ ہیں۔ مجھے نہیں لگتا کہ میں بزرگوں کو ان کے نام کے پہلے حصے سے بلاں کی عادت ڈال سکوں گا۔ آپ کے خیال میں اگر میں ان کے نام کے ساتھ مسٹر یا مسٹر گاؤں تو وہ بہ نامیں گے؟“

فلکاں بات کی تعریف کرتی ہیں کہ امریکی عوام اخراجیت کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ”مجھے یہ بات پسند آتی کہ امریکی یونیورسٹیوں کے ساتھ میں کسی بھی دوسرے ہندوستانی کی طرح ایک کٹر ہندوستانی طالبات بے باک ہوں اور اپنی آراء کے اظہار میں بے تکلف ہوں تو اس سے لکھنے پڑھنے کا اور کچھ سمجھنے اور جانے کا زیادہ لچک پساحل پیدا ہوتا ہے۔“

ان طلباء اور طالبات کو ان کی یونیورسٹیوں میں سینیما کے دروازے بھٹکوں میں شریک کیا جائے گا، ان کو پڑھنے کا کام دیا جائے گا، ان سے گروپ

اور بصیرت افراد بات تباہے کیلئے موجود ہیں۔ یونیورسٹی کے ایک خاموش طبع تکمیر پر لیعنی اوجوان را گھومنگت نے بتایا کہ وہ تقریباً آدمی دنیا ہو جا کے سفر کے درود اور اس کے خاتمے کیلئے خیال سے ہی سرو ہیں۔

مکرانی آنکھوں والی اور مکراہت بھرپوری ہوئی اوجوان خاتون شہزاد اچھوڑی اسیز بیان خاندان سے ملاقات کے لئے قرار ہیں جن کی وہ مہمان ہوں گی۔ اور کہنی لکھائے ہتھی پر گال رکھ کی سوچ میں اچھے ہوئے رہوں گا۔ اور یونیورسٹی کے اعلیٰ اور اس کے اخلاقی میں اچھے ہوئے رہوں گا۔

میرزاں والدین کے ساتھ کا اور ان تبدیلوں کے بارے میں جاننے کا، جن سے امریکہ میں زندگی کی صورت گری ہوئی ہے، ایک اچھا موقع تھا۔ میرا خیال ہے کہ اس نے مجھے ثافت کو سمجھنے اور اس کا احترام کرنے کے لئے لائق تھا میں میری مددگری۔ میرزاں والدین کے ساتھ قیام کا تجربہ بھی بہت شاد ارجمند ہے۔ ہم لوگ اتنے قریب ہو گئے کہ میری میرزاں والدہ مجھ سے ملنے کے لئے ہندوستان تک آئیں ہیں اسیں اسیں اسیں کہہ سکتی ہیں کیا؟“ جاوید اور نویں شیری یونیورسٹی سے آئے ہیں۔

ان تمام لوگوں نے اپر اتفاق کیا کہ سب سے بھلی اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ اچھے خیر بناتا چاہتے ہیں۔ ایش ٹائم کے الفاظ میں اس کا مطلب ”ہندوستان کی کچی تصوریوں کیوں کرنا ہے۔“ بحث نے کہا کہ بہت سے امریکیوں کی طرح ہندوستانی بھی خود کو سلاو کے ایک بڑے پیالا کے طور پر سمجھتے ہیں ب مختلف النوع ثقافتوں اور عوام پر مشتمل ملک۔ اس لئے ہندو ہوں یا مسلمان، کشیری ہوں یا دہلوی ہو اور ایک کے سامنے ہندوستان کی متعدد ثقافت، روایات، اقدار اور خواہب کی امارت پیش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ لوگ ٹائم کرتے ہیں کہ یہ کوئی آسان کام نہیں، لیکن اہم ضرور ہے۔ ایش ٹائم کا کہنا ہے کہ ”جب لوگوں کے گروپ ایک دوسرے سے واقع نہیں ہوتے، جب لوگ چیزوں کو سرسرا نگاہ سے اور ایک جگہ میں دیکھتے ہیں تو چیزیں خراب ہو جاتی ہیں، اور ایسے دوسرے طرف تمعضیاً فصلوں کا منیر ہو جاتا ہے۔“

جاوید کا خیال ہے کہ ان کا فرض سہ جھتی ہے، اپنی ریاست جموں کشمیری اپنے ملک کی اور اپنے مذہب اسلام کی نمائندگی کرنا۔ نویا اقبال نے جو کہ جموں کشمیری کی ہیں اور مسلمان بھی ہیں، جاوید کے خیال کی تائید کی اور کہا کہ ”کشیری اور مسلمان ہوئے کے ساتھ میں کسی بھی دوسرے ہندوستانی کی طرح ایک کٹر ہندوستانی ہوں، اپنے ملک سے بہت پیار کرتی ہوں۔“

ان طلباء اور طالبات کو امریکہ کے بارے میں جاننے کی خواہ بھی بہت ہے اور انہیں تو قریب ہے کہ ان کا یہ تجربہ ان کیلئے بڑا چشم کشا ہوگا۔ نویا اقبال نے جو شکلا اور ایش ٹائم کے ساتھ جو پولی امریکہ میں الاباما یونیورسٹی

یونیورسٹیوں کے ۶ پر اعتماد اور باوقار طلباء اور طالبات، جن کی عمر ۲۰ اور ۲۲ کے درمیان ہیں، جو اپنی میں بھی کے امریکن یونیورسٹی کے ایک کارنی فنر روم میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ہر طالب علم نے اپر یونیورسٹی ہوئی کتابوں کے ایک ذمیر کے یچھے ٹھیک کریں میں سے ایک کری سنجھالی۔ ان کتابوں میں ورنہ المانک بھی ہے، این آؤٹ لائنس آف امریکن یونیورسٹی بھی ہے اور امریکہ کے ہزاری سے تعلق ایک کتاب ہے۔ وہ اگر پر اعتماد اور اس کا سبب بھی ہے۔ ان میں سے ہر طالب علم کو اس کی یونیورسٹی سے یونیورسٹی کے اعلان کے اندر اور پاہر، دو لوگ جگہ قیادت کیلئے نامزد کیا ہے۔ اور وہ لوگ اپنے ملک کی تائید کرنے کیلئے جا رہے ہیں۔

پورے ہندوستان کے ۶۰ طلباء نے اپنی قائدان صلاحیتوں کے پارے میں خدا میں لکھتے ہے اور جمہوریت کے موضوع پر جنل لٹکٹوں بھی شرکت کی تھی۔ ان میں سے ان ۶ طلباء کو امریکی سفارت خانے اس موسم خزاں میں امریکی انسٹی ٹیوٹ برائے طالب علم لیڈر پر گرام کے تحت ۲ میٹی کی پڑھائی نہیں کی جائیں۔

پاکستانی اندر گجریت طلباء کو امریکے کی زیادہ میں فہم اور ان کی تجھی قائدان صلاحیتوں کے فروغ کیلئے ان قلعی پر گرام میں شریک کیا جاتا ہے۔ پر اعتماد ہونے کے باوجود یہ طلباء، طالبات نہ صرف مضطرب ہیں بلکہ پڑھوں گی ہیں۔ ان میں سے کوئی اس سے قبل امریکہ نہیں گیا ہے۔ اور ان میں سے پانچ ایسے ہیں جنہوں نے پہلی بار پا ٹپورٹ ہو یا ہے۔

دلہی یونیورسٹی کی کردی ہی شکلا اور جوان خاتون ہیں۔ ان کے بال لے اور کالے ہیں۔ انہوں نے اپنی چوپ کی عینک پر سر پر لگائی ہوئی ہے۔ وہ اس بات سے خوش ہیں کہ امریکی میں انہیں کے ایسی کی دکان پر جانے کے موقع مسلسل ملے رہیں گے اور وہ جنس دیلے میں یونیورسٹی آف الاباما میں نے امریکی دوستوں سے ملاقات کریں گی۔ جامعہ اسلامیہ ایش ٹائم نے گانی شوار قیص پر ہنر کری ہے اور سر پر دوپٹاں رکھا ہے۔ انہوں نے بات چیز کہ دروانہ برے جوشن کے ساتھ تباہیا کاں کی بڑی بہن جنے سے تجربات میں بیری لیندے کے واٹکن کاٹنے میں بکار پر گرام کی تھا اور برے احتیاط تجربات کے کرلوں ہیں۔ جبکہ اس تجربے میں دیگر طلباء اور طالبات کو کچھ گر کھانے

میں مزید معلومات کے لئے:

بیورو اف ایجوکیشنل اینڈ کلچرل افیشنس
<http://exchanges.state.gov/>

یونیورسٹی آف الاباما، هنسس ویلے
<http://www.uah.edu/>

گرین ریور کمپونٹی کالج
<http://www.greenriver.edu/>

سے بہت متاثر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ”مجھے یہ بات پسند آئی کہ اساتذہ طلباء اور طالبات کی بات سنتے ہیں۔ ہمیں اپنے خیالات کے اطمینان کرنے کا حوصلہ دیا جاتا ہے۔ ہم اگر اپنے استاد کے خیالات سے اتفاق نہ کریں تو مجھی کوئی ہر افسوس نہ اتا ہے۔ اس کا مفہوم تھا کہ پورے ضروروں نکل کجھ آسان تھی۔“

میرہ کا خیال ہے کہ امریکی کلاس میں ہندوستانی کلاموں کی طرح سخت محنت نہیں کرنی پڑتی۔ وہ امریکی تعلیم میں رضا کاری پر اصرار سے بہت متاثر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ”یا امریکی نوجوان کے لئے ایک لازمی تعلیمی جز ہے۔ میں یہ بھی ہوں کہ یہ ایک شادی اچیز ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ کسی شخص کے ذاتی فروغ کے لئے رضا کاری بہت اہم ہے۔ اس سے ایک زیادہ بہتر، زیادہ صاف اور زیادہ محنت مند معاشرہ پیدا ہوتا ہے۔“ میرہ بذاتِ خود ایک رضا کار ٹکٹیم کے لئے کام کرتی ہیں جس کا نام ”سوچنا“ ہے۔ اس رضا کار ٹکٹیم کا مقدمہ نئی ولی کے بڑھتے ہوئے ماحولیاتی مسائل کی طرف لوگوں کی توجہ مرکوز کرنا ہے۔

میرہ نے اس گروپ کو اپنے تجربات کی کہانیاں سنائیں تاکہ پر جوش کر دیا۔ انہوں نے بتایا کہ ”ہم لوگ یونیورسٹی پر اپنے اساتذہ کے لئے ہندی غلوں کے گیت گاتے بجا تھے۔ اور وہ لوگ اسے بہت پسند کرتے تھے۔ ہم لوگ اپنے ٹھپروں کو کرکٹ کی طرف بھی راگب کرتے تھے۔ ہم لوگ کرکٹ کی بات اس قدر کرتے تھے کہ ہمارے ٹھپروں نے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ کرکٹ بیچ کھیلنا چاہئے ہیں۔ وہ بڑی اچھی بات تھی۔ ہم لوگوں کے گرین ریور کی مقینی کاچ سے لکھ آئنے کے بعد ہاں ایک کرکٹ ٹیم بنائی گئی ہے۔ خاہبر ہے کہ ہم نے اپنا نقش چھوڑا۔“

فللانے گذشتہ سوم گرمائیں بھی ایک اور جادو، پر ہمراہ کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ دوسرے پر اگر ایک لنش چھوڑتے ہیں تو وہ بھی آپ پر اپنا نقش چھوڑ جاتا ہے۔ اپنے میری بیان خاندان کے ساتھ رہتے ہوئے انہیں زندگی کے ان طور طریقوں کو قبول کرنے اور اس فکر کو اپنائے پر مجبوہ ہوتا چاہو کہ ان کے اپنے طریقے اور انکا سے مختلف تھی۔ ان کا خیال ہے کہ یہ ایک ثابت چیز تھی اور اس نے انہیں خود اپنے آپ کو چھوٹ کرنے کی تحریک دی۔ انہوں نے بتایا کہ ”جیسا کہ آپ کو پڑھے ہے میں نے ایک ایسے خاندان کے ساتھ قیام کیا جو میرے اپنے خاندان سے بہت مختلف تھا۔ پسلے تو میں پر بیان ہوئی کہ یہاں بھی ہوں گے ہوں گے میری میں نے یہ محضیں کیا کہ وہ بہت اچھے لوگ ہیں۔ اب وہ لوگ میرے قریبی دوست ہیں۔ آپ جتنا کچھ جانتے ہیں اس پر آپ قاعع نہیں کر سکتے۔ آپ کو اپنے آپ کو چھوٹ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اپنے خیالات کو چھوٹ کرنے کی ضرورت محضیں ہوتی ہے۔ آپ کو کو شکش کرتے ہیں تاکہ آپ بڑے ہو سکیں، بڑے کہیں۔“

لکھان فخری ناپولیس، میری لینڈ کے سینٹ جانس کاٹ میں طالبہ ہیں۔ نئی ولی میں امریکی سفارت خانے کے لئے اپنی کی خیلت سے کام کرنے کے دوران انہوں نے یہ مضمون پر قلم کیا۔



تمانہنگی کرنی جائے گی اور لکھر میں حاضری والا نی جائے گی۔ نصابی کام اور کام روم کی سرگرمیں کا مقصد یہ ہے کہ ان طلباء اور طالبات کو امریکہ میں جو درست کے اصول اور افرادی حقوق، ازادی اطمینان، حکیمیت اور رداواری اور رضا کاری جیسی پیادی امریکی قدوں کو کیونے اور کھٹکے میں مدد مل سکے۔

جب ٹیکم، جنہوں نے پانچ سال پہلے اس پروگرام میں حصہ لایا تھا، اس وقت اگر یہی ادب میں پی اچ ڈی کرہتی ہیں اور درست کے پیشے میں جانا چاہتی ہیں۔ وہ امریکی کلاس روم کے بے تکلف اور بات چیت پر بھی پہلو

سب سے اوپر: راجھو بھٹ (چھلی صفحہ میں باشیں سے)
رضوان جاوید شیخ اور شعبہدا چودھری، اول پیک نیشنل پارک، واشنگٹن اسٹیٹ میں ہری کین ریج کے سامنے پر ہمراہ کے دیگر شرکاء کے ساتھ۔

اوپر باشیں سے: سریدھی شکلا، نوید اقبال، جسمیت کھورانہ، ایشا علیم، ہننس ویلے، الاباما میں ایک یہودی عبادت گاہ میں۔